1

(1) نئے سال کیلئے ایک خاص پلان (Plan) بناؤ اور پھر اُسے پورا کرنے کی کوشش کرو۔
(2) اپنے کاموں کو منظّم کرو تا کہ ہماری تھوڑی سی طاقت زیادہ سے زیادہ فوائد اور نتائج پیدا کر سکے

(فرمودہ 4 جنوری 1952ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت پر اَب یہ نیا سال چڑھ رہا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے لحاظ سے باسٹھواں سال ہے اور بیعت کے لحاظ سے چونسٹھواں سال ہے۔ بیعت پر گویا 63 سال گزر گئے ہیں اور دعویٰ کے لحاظ سے جماعت پر 61 سال گزر گئے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہماری جماعت کی عمر صدی کے نصف سے آگے بڑھ رہی ہے۔ مگر کیا ہم جہاں عمر کے لحاظ سے نصف صدی سے اوپر جا رہے ہیں وہاں ہم ترقی کے لحاظ سے بھی نصف صدی سے اوپر جا رہے ہیں یا نہیں۔ جہاں تک جماعت کے متعدد ممالک میں پھیل جانے کا سوال ہے ہماری ترقی قابلِ تحسین وفخر ہے۔ مگر جہاں تک تعداد کا سوال ہے ہماری جماعت ابھی بہت پیچھے ہے۔ جہاں تک مرکزی طاقت کا سوال ہے ہم اخلاقی اور عقلی طور پر

اپنی پوزیشن قائم کر چکے ہیں۔مگر جہاں تک نفوذ کا سوال ہے ہم ابھی بہت پیچھے ہیں بلکہ ہماری مخالفت ترقی کر رہی ہے اور اب اُن گروہوں اور جماعتوں میں بھی پھیل رہی ہے جو پہلے ہمیں نظرانداز کر دیتی تھیں یا ہمارے افعال کوخوشی کی نگاہ سے دیکھتی تھیں۔ پس آنے والے سال میں ہمیں مزید جدوجہد کی ضرورت ہے۔ہمیں ایک انقلابی تغیر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ایک انقلابی تغیر پیدا کئے بغیر ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یہ انقلاب ہمارے دماغوں میں پیدا ہونا چاہیے۔ ہماری روحوں میں پیدا ہونا چاہیے۔ ہمارے دلوں میں پیدا ہونا چاہیے۔ ہمارے افکار اور جذبات میں پیدا ہونا چاہیے۔ہم اپنے دلوں، روحوں، اور دماغوں میں عظیم الشان انقلاب پیدا کئے بغیر اس مقام کو حاصل نہیں کر سکتے۔ یا کم از کم اس مقام کو جلدی حاصل نہیں کر سکتے جس کو حاصل کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ہر سال اپنے لئے ایک پروگرام مقرر کرنا چاہیے اور اسے پورا کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہیے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارا کوئی جماعتی پروگرام نہیں ہوتا۔ ہماری نظارت عُلیا آج شروع سال میں اپنے آپ کو ویسا ہی محسوس کرتی ہے جس طرح کہ وہ آج سے 30 سال قبل اپنے آپ کو محسوس کرتی تھی۔ ہماری نظارت دعوۃ وتبلیغ نئے سال میں وہی خیالات اور افکار لے کر داخل ہوتی ہے جو خیالات اور افکار آج سے 30 سال قبل رکھتی تھی۔ ہماری نظارت امور عامہ اپنا نیا سال اُنہی خیالات کے ساتھ شروع کرتی ہے جن خیالات سے اس نے آج سے 30 سال قبل اپنا نیا سال شروع کیا تھا۔حالانکہ ہماری جماعت ایک جہاد کرنے والی جماعت ہے۔ بے شک ہم تلوار کے اُس جہاد کے مخالف ہیں جو کسی ناکردہ گناہ پر تلوار چلانے کی اجازت دیتا ہے مگر ہم سے زیادہ اس جہاد کا قائل کوئی نہیں جو جہاد ذہنوں، جذبات اور روحوں سے کیا جاتا ہے۔ پس حقیقتاً اگر کوئی جماعت جہاد کی قائل ہے تو وہ صرف ہماری جماعت ہی ہے۔لیکن ہمارے مرکزی عملے جہاد والی روح کے ساتھ اپنا نیا سال شروع نہیں کرتے۔ وہ بغیر کسی پلان (PLAN) کے، بغیر کسی تجویز اور کسی ایسے ارادہ کے کہ جس کے نتیجہ میں انہیں پکڑا جا سکے اپنا سال شروع کرتے ہیں۔ باقی دنیا کے زندہ محکمے ہر سال ایک پلان اور تجویز بناتے ہیں اور اس کے مطابق کام کرتے ہیں۔ چھ سات ماہ کے بعد جماعت انہیں پکڑتی

ہے کہ آیا انہوں نے اس پلان اور تجویز کے مطابق کام کیا ہے جو انہوں نے شروع سال میں جماعت کے سامنے پیش کی تھی۔ دنیا میں ہر جرنیل ہر سال ایک خاص پلان اور تجویز کے مطابق کام کرتا ہے اور اُس پلان اور تجویز کی وجہ سے اُس کی قوم اُسے پکڑتی ہے۔ سوائے ہمارے مرکزی محکموں کے کہ وہ کوئی تجویز اور پلان نہیں بناتے اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ انہوں نے کیا کام کیا؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اتنے خطوط لکھے، اتنے مبلغوں کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ یہ کام کوئی چیز نہیں۔ اصل کام یہ ہے کہ کسی علاقہ کو فتح کیا جائے۔ کسی ادارہ یا محکمہ کا مثلاً تصنیف کا محکمہ ہے اشتہارات کا محکمہ ہے یا دینی تعلیم کا صیغہ ہے دنیا پر حاوی ہو جانا اصل چیز ہے۔

پس ایک تو میں مرکزی محکموں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ نئے سال کے لئے ایک خاص پلان بنائیں اور پھر اسے پورا کرنے کی پوری کوشش کریں۔ میں نے تحریک جدید کے محکموں کو جلسہ سالانہ سے قبل اس طرف توجہ دلائی تھی۔ معلوم نہیں انہوں نے میری ہدایت کے مطابق کام کرنا شروع کر دیا ہے یا نہیں۔ میں نے انہیں اس طرف توجہ دلائی تھی کہ ہر محکمہ کی ایک پلان اور تجویز ہونی چاہیے۔ اور پھر اس کے لئے وقت مقرر ہونا چاہیے۔ مثلاً یہ کہنا چاہیئے کہ ہم فلاں کام چھ ماہ، سات ماہ، سال یا ڈیڑھ سال میں کریں گے تا اس عرصہ کے بعد جماعت اِن پر گرفت کر سکے کہ آیا انہوں نے اس پلان اور تجویز کے مطابق جو انہوں نے شروع سال میں پیش کی تھی کام کیا ہے یا نہیں۔ شروع سال میں ہر محکمہ اور ہر صیغہ کو اپنی پلان اور تجویز دینی چاہیے اور وہ پلان اور تجویز ایسی ہونی چاہیے کہ جسے واقعات کے لحاظ سے پکڑا جا سکے۔ مثلاً اگر دعوۃ و تبلیغ والے کہیں کہ ہم اس سال بڑے زور شور سے تبلیغ کریں گے تو زور شور ایسی چیز نہیں جس کی وجہ سے وقت گزرنے پر انہیں پکڑا جا سکے۔ پلان اور تجویز یہ ہے کہ ہم نے اس سال فلاں تحصیل، فلاں تھانے، یا فلاں گروہ کو اپنے ساتھ کر لینا ہے یہ پلان ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہر جرنیل اپنے پروگرام کو سو فیصدی پورا کر لیتا ہے لیکن تم کم از کم پکڑے ضرور جاؤ گے۔ پس مَیں ہر صیغہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے کام کے لئے ایک خاص تجویز اور پلان بنائے اور 15، 16 جنوری تک اسے پیش کرے کہ وہ کس طرح اپنے کام کو جاری کریں گے۔ کن کاموں کی طرف اُن کی پہلے

توجہ نہ تھی اور اس سال وہ ان کی طرف توجہ کریں گے تا آئندہ جلسہ سالانہ یا مجلس شوریٰ کے موقع پر جماعت کے سامنے یہ بات پیش کی جائے کہ اب مرکز میں زندگی پیدا ہوئی ہے۔ تمہیں بھی اپنے اندر زندگی پیدا کرنی چاہیے۔

دوسری چیز جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ اسے منظّم کرنا چاہیے وہ صوبجاتی نظام کی سکیم ہے۔ پہلے پنجاب کا صوبہ صوبجاتی نظام سے باہر تھا لیکن اب خدا تعالیٰ کے فضل سے پنجاب کو بھی صوبجاتی نظام میں شامل کر دیا گیا ہے اور یہ خوشی کی بات ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ صوبہ پنجاب کے لئے یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ اسے ابتداء میں ہی ایسے کارکن مل گئے جو اپنے اندر قربانی اور ایثار کی روح رکھتے ہیں۔ مگر خالی اچھے کارکنوں کا مل جانا کوئی چیز نہیں ہے۔ ضرورت ہے کہ تمام کارکن اپنا پروگرام مقرر کریں اور پھر اس کے لئے وقت مقرر کریں اور اسے پورا کرنے کی کوشش کریں۔ یہ امر ضرور مدنظر رکھا جائے کہ پروگرام ایسا نہ ہو کہ جس پر عمل نہ کیا جا سکے۔ بعض لوگ خیالی تجاویز بنا لیتے ہیں اور ہر کوئی جانتا ہے کہ وہ انہیں پورا نہیں کر سکیں گے۔ پروگرام ایسا ہونا چاہیے جس کو وہ مالی لحاظ سے، افراد کے لحاظ سے اور وقت کے لحاظ سے پورا کر سکتے ہیں۔ یعنی عملی پروگرام ہونا چاہیے۔ ایسا پروگرام تجویز نہ کیا جائے کہ جس کو مالی لحاظ سے جاری نہ کیا جا سکے۔ ایسا پروگرام تجویز نہ کیا جائے جس کے لئے اتنے کارکنوں کی ضرورت ہو جو مہیا نہ ہو سکیں۔ یا ایسا پروگرام ہو جس کے لئے زیادہ وقت کی ضرورت ہو۔ ہر کام معقول اور طاقت کے مطابق ہونا چاہیے۔ ہماری جو طاقت اور قوت ہے اُسی کے مطابق ہم کوئی پروگرام بنا سکتے ہیں۔ اور اپنی طاقت کو خواہ وہ کتنی ہی قلیل ہو اگر صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو اس سے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ایک غریب آدمی ہے۔ اس کے پاس ایک پیسہ ہے۔ وہ پہلے بھوکا تھا۔ اس پیسہ سے وہ آدھی روٹی بھی خرید لے گا تو ایک حد تک اس کی تکلیف ہلکی ہو جائے گی اور اس کا نتیجہ عملی طور پر نظر آئے گا۔ طاقت کا صحیح استعمال اور اس کے مطابق کام کرنے کا نام پروگرام ہے۔ یا مثلاً ایک شخص کے پاس دس پیسے ہیں۔ فرض کرو کہ وہ ان کے ساتھ چنیوٹ جا سکتا تو وہ چنیوٹ چلا جائے گا اور تبلیغ کر آئے گا۔ یا فرض کرو کہ وہ ان کے ساتھ چنیوٹ نہیں جا سکتا تو وہ وہاں پیدل چلا جائے گا اور ان دس پیسوں کی وہ روٹی کھا لے گا۔ پس خواہ کتنی قلیل طاقت ہو اُسے خرچ کر کے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اس کا نام پروگرام ہے۔ پروگرام اس چیز کا نام نہیں کہ ہم کہہ دیں کہ اس سال ہم ڈیڑھ کروڑ روپیہ کے ساتھ تبلیغ کریں گے۔ یا یہ کہ تبلیغ کا مثلاً ایک لاکھ روپیہ سالانہ کا بجٹ ہے لیکن ہم مفت کام لے کر ایک ہزار اَور مبلغ پیدا کر لیں گے۔ یا ہم افرادِ جماعت پر زور دیں گے کہ وہ اتنے گھنٹے تبلیغ کے لئے دیں۔ کیونکہ عملی طور پر ایسا نہیں ہوسکتا۔ پروگرام ایسا ہونا چاہیے جو عقلی لحاظ سے، مالی لحاظ سے، وقت اور افراد کے لحاظ سے ممکن ہو۔ پھر پوری کوشش کی جائے کہ جو تجویز اور پلان شروع سال میں بنائی جائے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے۔

صُوبجاتی نظام کے لحاظ سے بھی ایک پروگرام کی ضرورت ہے۔ پہلا تجربہ ہم یہ کریں گے کہ امراء کو بلا کر شوریٰ کریں گے اور باہمی مشورہ سے ان کے علاقوں کے لئے ایک پروگرام تجویز کریں گے۔ یہ کام نظارت علیا کا ہوتا ہے۔اس کا فرض ہے کہ وہ جلد سے جلد امراء کو بلا کر مشورہ لے اور ان کے لئے ایک پروگرام مقرر کرے۔ پھر آئندہ ہر سال یہ مجلس ہوا کرے۔ اور پھر آہستہ آہستہ بیرونی ممالک میں سے بھی اگر کسی میں اتنی طاقت پیدا ہو جائے کہ وہ اس مجلس میں شریک ہو سکے تو پھر وہ شریک ہوا کرے اور اس طرح اُسے ایک عالم گیر ادارہ بنا دیا جائے۔

میرے نزدیک نظارت دعوت وتبلیغ کا جو پروگرام ہے اس میں تنظیمِ تبلیغ کی زیادہ ضرورت ہے۔ اس سال ہمارا کام تنظیمِ تبلیغ پر مشتمل ہونا چاہیے۔تبلیغ کا کچھ نہ کچھ کام تو ہوتا ہی رہتا ہے اس لئے جب محکمہ سے یہ کہا جائے کہ تم نے اس سال کیا کام کیا ہے؟ تو وہ ہمارے سامنے یہ بات رکھ دیتے ہیں کہ ہم نے اس سال یہ یہ کام کیا ہے۔لیکن تبلیغ اور منظّم تبلیغ میں فرق ہے۔ہمیں اپنے ملک کا پوری طرح جائزہ لینا چاہیے کہ ملک میں کس حد تک تقریروں کے ذریعہ تبلیغ کی ضرورت ہے، کس حد تک لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ کی ضرورت ہے۔کون سے گروہ ایسے ہیں جن میں پمفلٹ زیادہ مقبول ہو سکتے ہیں، کون سے گروہ ایسے ہیں جن میں اشتہارات زیادہ مقبول ہو سکتے ہیں اور کون سے گروہ ایسے ہیں جن میں کتابیں زیادہ مقبول ہوسکتی ہیں۔ اِس وقت نظارت دعوۃ وتبلیغ پمفلٹ کے ذریعہ تبلیغ کرتی ہے۔لیکن پمفلٹ ایسی چیز ہے جس کا بوجھ زیادہ دیر تک نہیں اٹھایا جا سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تبلیغ اشتہارات کے ذریعہ ہوتی تھی۔ وہ اشتہارات دو چار صفحات پر مشتمل ہوتے تھے اور اُن سے ملک میں تہلکہ مچا دیا جاتا تھا۔ان کی

کثرت سے اشاعت کی جاتی تھی۔اُس زمانہ کے لحاظ سے کثرت کے معنی ایک دو ہزار کی تعداد کے ہوتے تھے۔بعض اوقات دس دس ہزار کی تعداد میں بھی اشتہارات شائع کئے جاتے تھے۔ لیکن اب ہماری جماعت بیسیوں گُنے زیادہ ہے۔اب اشتہاری پروپیگنڈا یہ ہوگا کہ اشتہارات پچاس پچاس ہزار بلکہ لاکھ لاکھ کی تعداد میں شائع ہوں پھر دیکھو کہ یہ اشتہارات کس طرح لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔اگر اشتہارات پہلے سال میں بارہ دفعہ شائع ہوتے تھے تو اَب خواہ انہیں سال میں تین دفعہ کر دیا جائے اور صفحات دو چار پر لے آئیں لیکن وہ لاکھ لاکھ دو دو لاکھ کی تعداد میں شائع ہوں تو پتا لگ جائے گا کہ انہوں نے کس طرح حرکت پیدا کی ہے۔پھر کتابی حصہ ہے جو تعلیم یافتہ اور مغرور قسم کے لوگ ہیں انہیں کتابیں پیش کی جائیں۔مرکزی اور صوبجاتی جماعت کے لوگ ان کے پاس جائیں اور انہیں کتابیں دیں۔بہرحال تبلیغ کو منظّم کرنے کے لئے بھی پلان بنانی چاہیے۔اس کی بہت ضرورت ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں جلد سے جلد تبلیغ کو منظّم صورت میں شروع کر دینا چاہیے۔

پھر تعلیم کی طرف بھی صوبجاتی جماعتوں کو توجہ نہیں جس کی وجہ سے نوجوانوں کی طاقت ضائع ہو رہی ہے۔انہیں یہ احساس نہیں کہ اگر وہ اپنے نوجوانوں کو دنیا کمانے پر بھی لگائیں تو اس طرح لگائیں کہ جماعت ان سے فائدہ اٹھا سکے۔بھیڑ چال کے طور پر نوجوان ایک ہی محکمہ میں چلے جاتے ہیں۔حالانکہ متعدد محکمے ہیں جن کے ذریعہ سے جماعت اپنے حقوق حاصل کر سکتی ہے اور اپنے آپ کو شر سے بچا سکتی ہے۔جب تک ان سارے محکموں میں ہمارے آدمی موجود نہ ہوں ان سے جماعت پوری طرح کام نہیں لے سکتی۔مثلاً موٹے موٹے محکموں میں سے فوج ہے، پولیس ہے، ایڈمنسٹریشن ہے، ریلوے ہے، فنانس (FINANCE) ہے، اکاؤنٹس ہے، کسٹمز ہیں، انجینئرنگ ہے۔یہ آٹھ دس موٹے موٹے صیغے ہیں جن کے ذریعہ سے ہماری جماعت اپنے حقوق محفوظ کر سکتی ہے۔ہماری جماعت کے نوجوان فوج میں بے تحاشا جاتے ہیں۔اس کے نتیجہ میں ہماری نسبت فوج میں دوسرے محکموں کی نسبت سے بہت زیادہ ہے اور ہم اس سے اپنے حقوق کی حفاظت کا فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔باقی محکمے خالی پڑے ہیں۔بے شک آپ لوگ اپنے لڑکوں کو نوکری کرائیں لیکن وہ نوکری اِس طرح کیوں نہ کرائی جائے جس سے جماعت فائدہ

اٹھا سکے۔ پیسے بھی اس طرح کمائے جائیں کہ ہر صیغہ میں ہمارے آدمی ہوں اور ہر جگہ ہماری آواز پہنچ سکے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے لڑکے محنتی ہوتے ہیں۔ پہلے انجینئرنگ میں کسی اَور اصول کی بناء پر نوجوان لئے جاتے تھے اب لیاقت کی بناء پر نوجوان لئے جاتے ہیں۔ اور جب کمپیٹیشن (Competition) ہوتا ہے ہماری جماعت کے نوجوان بوجہ محنتی ہونے کے اس میں آجاتے ہیں۔ اس طرح وہ انجینئرنگ کی تعلیم میں اپنی نسبت سے زیادہ آگے آ گئے ہیں۔ لیکن خالی انجینئرنگ میں ترقی کرنا ہمیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ پولیس، اکاؤنٹس، فنانس، انکم ٹیکس، ایڈمنسٹریٹو سروس اور دیگر بعض اہم محکمے ہیں ان میں ہمارے لوگ بہت کم ہیں۔ بلکہ بعض محکموں میں تو قریباً فقدان ہے۔ ایک آدھ لڑکا اگر ان محکموں میں آ گیا ہے تو اتفاقیہ طور پر آ گیا ہے ہماری جماعتی توجہ اس طرف نہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ پنجاب میں احمدی انجینئر تو بہت ہو جائیں گے لیکن دوسرے محکمے خالی رہیں گے۔ ہمیشہ کام کسی تنظیم کے ماتحت ہو تو زیادہ فائدہ دیتا ہے۔ کسی ایک محکمہ میں جانے سے زیادہ فائدہ نہیں ہوتا۔ ہر محکمہ میں اور ہر جگہ جانے سے فائدہ ہوتا ہے۔

غرض امور عامہ کے لحاظ سے بھی جماعتی تنظیم کی ضرورت ہے۔ پھر تعلیمی لحاظ سے بھی تنظیم کی ضرورت ہے۔ لیکن نظارت امور عامہ یا نظارت تعلیم نے کبھی بھی نوجوانوں کی اس طرف راہنمائی نہیں کی۔ ابھی ایک خاتون میرے پاس آئیں اور انہوں نے کہا کہ مجھے آپ سے اپنے لڑکوں کی تعلیم کے بارہ میں مشورہ لینا ہے۔ میں نے اس خاتون سے اسی سکیم کے ماتحت بات کی اور اسے بتایا کہ نوجوانوں کو ایک ہی طرف دھکیل دینا مفید نہیں۔ بعض اوقات ایک ہی محکمہ میں نوجوان زیادہ تعداد میں چلے جاتے ہیں اور ترقی پر آپس میں لڑتے رہتے ہیں۔ مثلاً فوج میں ہمارے نوجوان کثرت سے گئے ہیں اور اب ایسی شکایات موصول ہو رہی ہیں کہ بعض اوقات ترقی کے سلسلہ میں دو احمدی نوجوان آپس میں لڑ پڑتے ہیں۔ اگر وہ مختلف جگہوں پر جاتے تو رقابت کے دن بہت دیر سے آتے اور اتنے میں خدا تعالیٰ کوئی اَور سامان کر دیتا۔ پھر پیشے ہیں۔ وکالت ہے، ڈاکٹری ہے، ٹھیکیداری ہے، تجارت ہے۔ ان میں بھی کوئی تنظیم نہیں۔ بھیڑ چال کے طور پر نوجوان ایک ہی پیشہ کی طرف چلے جاتے ہیں۔ تجارت اور ٹھیکیداری کی بھی بیسیوں قسمیں ہیں۔ اور اگر اس بارہ میں ناظر امور عامہ سے سوال کیا جائے تو وہ بھی ویسا ہی ناواقف نکلے گا جیسے کوئی اَور شخص۔ اس نے کبھی یہ سوچا ہی نہیں کہ ہمیں اس بارہ میں ایک

خاص پلان بنانی چاہیے اور پھر اس کے مطابق کام کرنا چاہیے پلان کوئی نہیں۔ صرف یہ ہوتا ہے کہ کوئی خط آیا اور اُس کا جواب دے دیا۔ انہیں یہ پتا ہونا چاہیے کہ ان پیشوں کی کون سی شاخوں میں ہمارے نوجوان گئے ہیں اور کتنی شاخیں ایسی ہیں کہ ان میں جماعت کے نوجوانوں کو بھیجنا چاہیے۔ لیکن نظارت امور عامہ کو اس طرف قطعی طور پر کوئی توجہ نہیں۔ اس میں بھی تنظیم کی ضرورت ہے۔ تعلیم بھی اس میں آ جائے گی۔ جب کوئی طالب علم ایک خاص پیشہ کی طرف جانے کا ارادہ کرے تو لازماً وہ اُس کے مطابق اپنی تعلیم کو بھی بدلنا شروع کر دے گا۔ پس میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس سال اپنے کام کو زیادہ سے زیادہ منظّم کرنا چاہیے تا ہماری تھوڑی سی طاقت زیادہ سے زیادہ فوائد اور نتائج پیدا کر سکے۔''

(الفضل 11 جنوری 1952ء)